OPEN ACCESS: http://theislamicculture.com

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
SZIC
الثقافۃ الاسلامیۃ
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

مسلم درسگاہوں کا ارتقاء، تاریخ کی روشنی میں

The evolution of Muslim schools in the light of history

Dr. Hafiz Muhammad Ibrarullah
Assistant Professor, Azad Jammu and Kashmir University, Muzaffarabad.
E-mail: hafizibrar87@gmail.com

Dr. Khalil Ur Rehman
Chairperson, Department of Islamic Studies,
University of Loralai, Baluchistan.
E-mail: khalil7911@yahoo.com

Dr. Muhammad Hamza
Assistant Professor, Department of Education, University of Turbat,
Panjgur campus, Baluchistan.
E-mail: Muhammad.hamza@uot.edu.pk

Abstract:
The process of learning and teaching in Muslim schools is related to the Quran and the hadiths. As precious as the life of a religious student is, he does not appreciate it. This is the age at which he gradually learns. Growing up, every moment of their intellectual journey is invaluable, learning their knowledge is like collecting pearls. Muslim Schools are the only places where hearts are reformed and where humanity is taught. Proves to be alive. Adults want it, even small children want me to know about different things. To spread the teachings of the Prophet, there is a network of Arabic Schools in all corners of the world today, where scholars and narrators continue to equip students with the knowledge of the Qur'an and Hadith. The students of these schools also specialize in trade with theology, so that they can be used in daily life. In these schools,

students of religious studies are given free education and all their attention is focused on acquiring knowledge.

Keywords: Muslim Schools, Theology, learning, Islamic Concept.

مدرسہ مکان التعلیم کو کہتے ہیں، وہ جگہ جہاں پر علم و تعلم سیکھی جائے، یا سکھائی جائے، اسے مدرسہ کہتے ہیں[1] نیز درسگاہ کو مکتب، دبستان، پاٹ شالہ، سکول، دانش زار، تعلیم گاہ، دبیرستان بھی کہا جاتا ہے[2] دینی درسگاہیں دین اسلام کے وہ عظیم مینار ہیں، جس کی روشنی سے پوری دنیا منور ہے دینی درسگاہوں میں پڑھنے والے پورے امانت و دیانت، محنت و عرق ریزی کے ساتھ علوم دینیہ کو حاصل کرتے ہیں، دینی درسگاہیں وہ عظیم قلعے ہیں، جس میں نفوس زکیہ، اصحاب کشف و کرامات، خوبصورت نورانی چہرے، ایمان پرور، اور صبر و قناعت کے روح افزا اوصاف کے حامل حضرات درس و تدریس سے وابستہ ہوتے ہیں۔ جب حضرت محمد ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو مدینہ منورہ میں دوسرا اسلامی درسگاہ قائم کیا گیا جو تاریخ میں صفۂ نبوی کے نام سے مشہور ہے[4]

اس درسگاہ کے تلامذہ و فارغین یکتائے روزگار اور نوابغ زمانہ ثابت ہوئے، اس درسگاہ میں تعلیم و تربیت کی نگرانی خود معلم انسانیت نبی آخر الزماں ﷺ فرماتے تھے، عہدِ رسالت کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ بڑے بڑے نوابغ اور یکتائے روزگار افراد اس درسگاہ سے فارغ ہوئے، جو مسجد کے خطیب، منبر کے داعی،، اور علوم کے منارۂ نور تھے، ان میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابو موسی اشعریؓ جیسے دقیق النظر ماہرینِ قانون، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت علیؓ جیسے سیاسی منتظم و مدبر،، حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت کعب بن زہیرؓ، حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ جیسے بلند پایہ ادیب و شاعر، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت عبد الرحمن بن عوف جیسے نامور تاجر موجود تھے، اور بھی کتنے تاریخ ساز اور باکمال افراد تھے، یہ سب مدرسۂ نبوت کے تعلیم یافتہ تھے۔[5]

صحابہ کرام کے لئے ہر وہ جگہ درسگاہ دینیہ کی حیثیت رکھتی تھی، جہاں پر ان کو علم کا کچھ حصہ ملتا تھا۔ حضرت بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو میں نے ایک انصاری سے کہا کہ اصحاب رسول ﷺ کو بُلا لیں، کہ ہم ان سے احادیث مبارکہ دریافت کرلیں، وہ فرمانے لگے اے ابن عباسؓ مجھے آپ پر تعجب ہے، کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ تمہارے ضرور تمند ہیں ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ خیال چھوڑ دیا اور خود ہی آکر اصحاب رسول ﷺ سے احادیث دریافت کرنے لگا اگر مجھے کسی سے حدیث ملتی تھی تو میں ان کے دروازے پر جاتا تھا، اپنی چادر اُن کے دروازے پر بچھالیتا اور آندھی مجھ پر مٹی ڈالتی تھی، جب کہ وہ قیلولے میں ہوتا تھا، پھر جب مجھے دیکھنے لگتا تو فرمانے لگتے کہ اے رسول ﷺ کے چچا کے بیٹے آپ کو کیا ضرورت یہاں پر لے آئی آپ مجھے بُلا لیتے تھے، تو میں کہتا کہ مجھ پر آپ کے پاس آنے کا حق زیادہ ہے اسی طرح ابن عباسؓ یہ بھی مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی اکثر حدیثیں انصار کے پاس سے پائیں بعض اوقات میں کسی شخص کے پاس جاتا اور اسے سوتا ہوا پاتا تو اگر میں چاہتا تو میرے

لئے اسے جگا دیا جاتا مگر میں اس کے دروازے پر بیٹھ جاتا اور آندھی میرے منہ پر تھپیڑے مارتی تھی اور جب وہ بیدار ہوتا تھا تو میں جو جاہتا اس سے پُوچھتا تھا اور واپس ہو جاتا تھا۔[6]

مدینہ منورہ میں بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد ہی قرآن اور دین حق کی تعلیم سیکھنے کا دور شروع ہوا، انصار قبیلہ کی دونوں شاخیں اوس اور خزرج جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگی تھی، ان دو سالوں میں مدینہ منورہ میں تین مستقل درسگاہیں قائم ہوئی تھی، ان درسگاہوں میں قرآن کے ساتھ، نماز کے احکام و مسائل اور اخلاق کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ان تینوں درسگاہوں میں شہر مدینہ اور اس کے آس پاس کے لوگ آسانی سے تعلیم حاصل کرسکتے تھے مسجد بنی زریق میں پہلی درسگاہ قائم ہوئی تھی، یہ درسگاہ شہر کے قلب میں واقع تھی، اور اس میں مدرس کی خدمت حضرت رافع بن مالک زرقیؓ انجام دیتے تھے جبکہ وسری درسگاہ میں حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہؓ امامت اور معلمی کا فریضہ انجان دیتے تھے یہ درسگاہ مدینہ کے جنوب میں تھوڑے فاصلے پر مسجد قبا میں واقع تھی، جبکہ تیسری درسگاہ حضرت اسعد بن زرارہؓ کا مکان تھا، یہ درسگاہ مدینہ کے شمال میں واقع تھی، اور اس درسگاہ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ پڑھاتے تھے۔[7]

درسگاہ نبوی ﷺ میں اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان پر خاص شفقت کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس صدقہ آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے اور اس میں سے کچھ نہ لیتے۔ تحفہ آتا تو انہیں بھیج کر اس میں شریک کرتے۔ اسی طرح اصحاب صفہ کے طلباء علم درسگاہ صفہ میں قیام کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کی خدمت میں طلباء علوم مستقل بھی رہتے تھے، دین اور مسائل کی تعلیم حاصل کرتے تھے، تعلیم و تعلم کے لئے فارغ ہوتے تھے احادیث سیکھتے اور یاد کرتے تھے، یہ لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوئے تھے اور مسجد نبوی ﷺ میں رہائش پذیر تھے۔ ان کا اس درسگاہ صفہ میں سیکھنا قیامت تک آنے والی انسانی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے، درسگاہ صفہ ان کی قیام گاہ تھی، اسی طرح مختلف علاقوں سے لوگ وفود کی شکل میں آتے، مختلف علاقوں سے افراد حاضر خدمت ہوتے تھے، ضروری سوالات کیا کرتے، دینی مسائل معلوم کرتے اور واپس چلے جاتے تھے، بعض لوگ کچھ مختصر مدت قیام بھی کرتے تھے،[8]

حضرت ابو الدرداءؓ ان لوگوں میں سے تھے جو حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں پورے قرآن مجید کے لئے آپ کو دمشق میں قرآن مجید کی تعلیم کے لئے نامزد فرمایا تھا طلباء جب اساتذہ سے سوال کرتے اور ان کے پاس جواب نہ پاتے تو براہ راست شیخ درسگاہ یعنی حضرت ابو الدرداءؓ کی طرف رجوع کرتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ طالب علموں کے ہجوم اژدہام کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک روز گنتی کروائی تو سولہ سو (۱۶۰۰) طالب علم حلقۂ درس میں شریک تھے۔[9]

قرونِ وسطیٰ میں عرب اور مسلم دنیا میں تعلیم و تعلم نے جو بے پناہ ترقی کی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت چھوٹے چھوٹے شہروں میں بھی درسگاہوں کی کافی تعداد ہوا کرتی تھی۔ اور تعلیم کے حصول کا اس قدر رجحان تھا کہ ان درسگاہوں میں پڑھنے والوں کی تعداد بھی کثیر ہوا کرتی تھی۔ بغداد، مصر، نیشاپور، بیت المقدس، قرطبہ، خراسان، موصل اور اس طرح کے بعض دوسرے علاقے درسگاہوں کا حب تھے۔ جہاں سے اسلامی دنیا کے مشہور و معروف علماء پیدا ہوئے۔ اور پھر ان علماء کے ذریعے اسلام دنیا بھر میں پھیلا۔ ان علماء کی کتب آج بھی ہماری دینی و عصری درسگاہوں میں شامل نصاب ہیں۔ عالم اسلام کے علاوہ مغربی دنیا میں بھی ان علماء کی دی ہوئی علمی و سائنسی اصلاحات استعمال کی جارہی ہیں۔ مسلمانوں نے جن علوم و فنون کی بنیاد رکھی اور پھر ان کے، منظم تعلیم و تعلم کا مناسب انتظام کیا اور اسے آنے والی نسلوں تک پہنچایا ان میں علم القراءت، علم التجوید، علم النحو، علم الصرف، علم التفسیر، علم اللغۃ، علم الاصول، علم الفروع، علم الکلام، علم الفقہ، علم القانون، علم الفرائض والمیراث، علم الجرمیہ، علم الحرب، علم التاریخ، علم التزکیہ والتصوف، علم التعبیر، علم الادب، علم البلاغۃ، علم المعانی، علم البیان، علم البدیع، علم الجبر و علم المقابلہ، علم المناظرہ، علم الفلسفہ، علم النفسیات، علم الاخلاق، علم السیاسیہ، علم المعاشرہ، علم الثقافۃ، علم الخطاطی، علم المعیشت و الاقتصاد، علم الکیمیاء، علم الطبیعیات، علم الحیاتیات، علم النباتات، علم الزراعہ، علم الحیوانات، علم الطب، علم الادویہ، علم الجنین، علم کونیات، علم جغرافیہ، علم الارضیات، علم الآثار اور علم المیقات وغیرہ۔

مسلمانوں کی درسگاہوں سے پھوٹنے والے علم کے یہ چشمے دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے تمام خطوں میں پھیل گئے۔ علم کی متذکرہ شاخوں اور ان کے علاوہ بہت سی اقسام میں مسلمانوں نے اپنا مثالی کردار ادا کیا۔ ان درسگاہوں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے جو سلسلہ شروع کیا وہ لائبریریوں کا قیام تھا۔ مسلمانوں نے مثالی لائبریریاں قائم کیں۔ قرطبہ، غرناطہ، بغداد اور طرابلس کی لائبریریاں علمی دنیا کا عظیم ترین سرمایہ مانی جاتی ہیں۔ ان علمی درسگاہوں کا سلسلہ وقت کے ساتھ مزید وسعت حاصل کرتا رہا اور اسی سلسلہ کا تسلسل ہمیں برصغیر پاک و ہند میں نظر آتا ہے۔

درسگاہ دیوبند کا افتتاح دیوبند جیسی گم نام بستی میں چھتہ مسجد کے انار کے درخت کے نیچے ہوا۔ جناب مولانا محمود صاحب دیوبندی مدرس تھے اور مولانا محمود حسن صاحب پہلے طالب علم تھے، جنہوں نے کتاب کھولی، درسگاہ دیوبند نے اس سادگی کے ساتھ وجود میں قدم رکھا اور حسب قاعدہ اسلام تدریجی ترقی کرتا گیا مگر بانیوں کے اخلاص کی یہ خیر و برکت ہے کہ آج وہ ہر طرح سے مسلمانوں کے لئے موجبِ فخر ہے۔ درسگاہ کی ظاہری شان بھی دلفریب ہے اور اُس کے سب سے پہلے طالب علم آج تمام ہندوستان کے مقتدا اور امام مانے جاتے ہیں۔ درسگاہ دیوبند کے افتتاح میں انسان کو بالکل قرونِ اولیٰ کی شان اور سادگی کا زمانہ یاد آتا ہے، جو عمل و اخلاص سے ہوتا ہے، اگرچہ سادگی کا اثر دیرپا ہوتا ہے، ظاہری شان و شوکت کا اثر زیادہ عرصہ تک نہیں رہتا، جامع اشبیلیہ اور جامع

فسطاط کا موازنہ کر کے دیکھ لیا جائے، جامع فسطاط صحابہؓ کی قائم کی ہوئی تھی اور نہایت سادہ، جامع اشبیلیہ خلفائے مروانیہ کی بنائی ہوئی ہے اور نہایت پر تکلف، مگر مورخین کا اتفاق ہے کہ اس سادگی میں جو دل بستگی ہے وہ وہاں کی شان و نمود میں نہیں۔[10]

درسگاہ دیوبند کے تاحیات سرپرست مولانا رشید احمد گنگوہیؒ رہے تھے، دار العلوم دیوبند کی بنیاد مظاہر العلوم سہارنپور کے چھ ماہ بعد رکھی گئی، اس مدرسے کے بانی مولانا محمد مظہر نانوتویؒ اور حضرت مولانا سعادت علیؒ تھے، حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سرپرست تھے، 1279 ہجری میں حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کا انتقال ہو گیا، یہ سال دینی درسگاہیں کی تاریخ میں سال غم اور عام الحزن کا سال کہلاتا ہے دار العلوم دیوبند اور سہارنپور درسگاہ دونوں یتیم ہو گئے، چنانچہ حضرت گنگوہیؒ کی توجہ جو اس سے پہلے ان مدارس کی طرف مستور تھی، اب علانیہ ہو گئی اور آپ ان کے مستقل سرپرست و نگران ہو گئے۔[11]

مصر کی زمین بھی دنیا کی عظیم درسگاہ سمجھی جاتی تھی، ایک اندازے کے مطابق تین سو کے قریب صحابہؓ یہاں آکر مقیم ہوئے، عمرو بن الحارثؒ، یحیٰی بن ایوبؒ، حیوۃ بن شریحؒ اور لیث بن سعدؒ جیسے محدثین اس سرزمین سے اُٹھے، پھر اُن سے لے کر ابن وہبؒ، ابن القاسمؒ، امام شافعیؒ، امام ابراہیم مزنیؒ اور امام طحاویؒ تک علم حدیث کا یہاں عظیم دور رہا، امام طحاویؒ نے دیکھا کہ امام مزنیؒ، امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی کتابوں کا بہت مطالعہ کرتے ہیں، آپ اس سے بہت متاثر ہوئے اور آپ نے محسوس کر لیا کہ فقہ حنفی میں ایسی گہرائی ہے کہ اپنے مسلک کے لوگ تو درکنار دوسرے مذاہب کے ائمہ کبار بھی اس سے مستغنی نہیں، اس کے بعد آپ شافعی مسلک چھوڑ کر حنفی مذہب پر آ گئے، مصر میں فکری انقلاب کا یہ ایک نیا رُخ تھا۔[12]

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کبھی علم سیکھنے میں کوئی عار محسوس نہیں کیا، حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابو بکر صدیقؓ منبر پر اس طرح التحیات سکھاتے تھے جیسا کہ کوئی مدرس درسگاہ میں بچوں کو سکھاتا ہے[13]

حضرت حسن بصریؒ کا درسگاہ حضرت ام سلمٰیؓ کا گھر تھا آپ نے مفردات اور تراکیب سے بھرپُور واقفیت حاصل کی تھی اصول و قواعد پر مضبوط گرفت رکھتے تھے، خصوصیات زبان کو بخوبی جانتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے عربی زبان وادب اور قرآن وسنت کی درسگاہ میں پرورش پائی۔[14]

درسگاہ دینیہ میں علوم حاصل کرنے والے طالب علم طلب علم کے انتہائی شوقین ہوتے ہیں، حضرت حسن بصریؒ جب پڑھاتے تھے تو پڑھانے کے ساتھ اپنے شاگردوں کو ترغیب دیتے کہ آپ لوگ اپنے اساتذہ کرام سے پوچھنے میں مت گھبرائیں، اور واضح طریقے سے سوال پوچھا کریں حضرت حسن بصریؒ اکثر فرمایا کرتے تھے، کہ میں نے علم کو ستر اور حیا کے درمیان پایا، وہ شخص جہالت کا لباس اوڑھ لیتا ہے جو طلب علم کو حیا کی وجہ سے چھوڑے۔[15]

درسگاہ دینیہ میں علم حاصل کرنے کے لئے نوعمروں کو زیادہ کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، کیونکہ ان کہ دل و دماغ خالی ہوتے ہیں اور مدارس دینیہ میں یہ مشہور قول ہے کہ جو بچپن میں علم حدیث کو سیکھے تو اس کی مثال پتھر کی لکھیر جیسی ہے، کہ انسان یہ علم بھولتا نہیں۔[16] امام بیضاویؒ قضائے شیراز کے عہدے سے معزول ہو کر تبریز تشریف لے گئے، اتفاقی طور پر ایک درسگاہ دینیہ کے حلقہ ءدرس میں حاضری کا موقع ملا، اس حلقہ درس میں سب سے آخر اس انداز میں بیٹھ گئے کہ کسی کو آنے کی خبر نہ ہوئی، اس درسگاہ کے مدرس نے کوئی اشکال پیش کیا، اور طلباء سے اس کا حل چاہا، اور ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا کہ اگر کوئی حل کر سکتا ہے تو حل کر لیں، ورنہ کم از کم میرے طرز پر نفس اشکال کا اعادہ ہی کر دکھائے، یہ سن کر امام بیضاویؒ سے رہا نہ گیا، اور جواب کی تقریر شروع کر دی، مدرس مذکور نے کہا کہ جب تک تم مجھے یہ باور نہ کرواسکو، کہ آپ میرا اشکال صحیح معنی میں سمجھ گئے ہیں، اس وقت تک میں جواب نہیں سننا چاہتا، لہذا پہلے میرے اشکال کا اعادہ کروں، امام بیضاویؒ نے بلا تامل انہی الفاظ میں اشکال کا اعادہ کیا، اس کے بعد اس اشکال کا تسلی بخش جواب دیا، اس مجلس میں وزیر بھی موجود تھا، وہ امام بیضاویؒ کے علم و کمال سے باخبر تھے، چنانچہ انہوں نے امام بیضاویؒ سے پوچھا آپ کون ہیں، کہاں سے تشریف لائے ہیں، امام بیضاویؒ نے اپنا تعارف کیا، وزیر نے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ خلعت فاخرہ سے نواز کر رخصت کیا۔[17] درسگاہ دینیہ میں علوم حاصل کرنے کا دور اکثر بچپن کی زندگی سے شروع ہوتا ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی ولادت اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال قبل ۱۷۰۳ میں موضع پھلت ضلع مظفر نگر میں ہوئی۔ آپ کے والد شاہ عبد الرحیمؒ اپنے عہد کے ممتاز عالم دین تھے۔ شاہ عبد الرحیم فتاوی عالمگیری کے مرتبین میں نمایاں مقام کے حامل ہیں۔ شاہ ولی اللہ پانچ سال کی عمر میں درسگاہ میں داخل ہوئے، سات سال کی عمر میں قرآن کریم مکمل کیا عمر کے دسویں سال میں فارسی میں شرح جامی کی تعلیم پوری کر لی اور صرف و نحو اور ادب و لغت پر دسترس حاصل کر لی۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تعلیم مکمل کی اور کتاب و سنت کی اشاعت و اصلاح معاشرہ کی تاریخ ساز تحریک شروع کر دی۔

شاہ صاحب نے گیارہ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا یعنی اورنگ زیب عالمگیر، بہادر شاہ اول، جہاندار شاہ، فرخ سیر، نیکوسیر، رفیع الدرجات، محمد ابرہیم، محمد شاہ، احمد شاہ، عالمگیر ثانی اور شاہ عالم، اس دور میں قصبہ بڑھانہ بزرگوں اور صالحین کا اہم مرکز تھا جہاں آپ اکثر تشریف لے جایا کرتے تھے ایک بار آپ وہاں اعتکاف نشین تھے، جب ہی آپ کی طبیعت ناساز ہوئی۔ مقامی اطباء کے علاج سے افاقہ نہ ہوا تو دہلی تشریف لائے جہاں ۲۰/ اگست ۱۷۶۲ء کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ شاہ صاحب اپنے والد کی یادگار درسگاہ رحیمیہ، مہندیان، نئی دہلی میں واقع اس احاطہ میں آرام فرما۔[18]

شاہ صاحب کی متعدد تصانیف و تالیفات میں قرآن کریم کا فارسی ترجمہ: فتح الرحمن، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (فارسی)، فتح الخبیر لابد منہ حفظہ فی علم التفسیر (عربی) تاویل الادحایث فی رموز قصص الانبیاء (عربی)، المسوی من احادیث الموطا (عربی)، المصفی شرح

موطا (فارسی) شرح تراجم ابواب بخاری (عربی)، حجۃ اللہ البالغہ (عربی)، البدور البازغہ (عربی)، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء (عربی)، تلمیحات الہیہ (عربی وفارسی)، الخیر الکثیر (عربی)، فیوض الحرمین (عربی)، الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف (عربی)، عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید (عربی)، انفاس العارفین (فارسی) البلاغ المبین یا تحفۃ الموحدین (فارسی)، القول الجمیل (عربی)، قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین (فارسی) سرور المحزون، ابن سید الناس کی سیرت نبوی پر عربی کتاب کا فارسی ترجمہ، چہل حدیث (عربی وفارسی) اطیب النغم طبع زاد نعتیہ قصائد کا مجموعہ (عربی) کے بشمول ۵۰ سے زائد کتب ورسائل آپ سے منسوب ہیں۔ شاہ صاحب کی زیادہ تر کتابیں اردو زبان میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وکمالات کے بیان کے لئے ایک دفتر بھی کم ہے۔ اور یہ سب ایک دینی درسگاہ کی برکت ہے تاریخ میں علوم اسلامیہ کے لئے اور بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔[19]

جب حضرت معاذ ابن جبلؓ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو فرمانے لگے، دیکھو کیا صبح صادق ہو گئی ہے؟ ایک آدمی نے آکر بتایا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی پھر فرمایا کہ صبح ہو گئی ہے؟ پھر کسی نے بتایا کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی، آخر کار ایک آدمی نے بتایا کہ صبح صادق ہو گئی ہے، پھر فرمانے لگے میں اس رات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، جس کی صبح دوزخ کی طرف لے کر جائے، خوش آمدید موت کے لئے اور خوش آمدید اس مہمان کے لئے جو بہت عرصے بعد ملنے آیا ہے جس سے مجھے محبت ہے لیکن وہ ایسے وقت پر آیا ہے کہ میرے ہاں فاقہ ہے اے اللہ میں زندگی بھر تجھ سے ڈرتا رہا، لیکن اب تیری رحمت کا طلبگار ہوں، اے اللہ، تجھے معلوم ہے کہ میں دنیا سے اس لئے محبت نہیں کی کہ میں نہریں کھودوں اور درخت لگاؤں، بلکہ اس وجہ سے محبت کی تاکہ میں سخت گرمی کی دوپہر میں پیاس برداشت کر سکوں، یعنی گرمیوں میں روزے رکھ سکوں اور مشقت کے مواقع پر مشقت اٹھاؤں، اور علم کی حلقوں (یعنی درسگاہوں) میں علماء کی خدمت میں بیٹھوں۔[20]

اسی طرح امام اعظم ابو حنیفہؒ کی درسگاہ کوفہ تھی، جس کے سرپرست حضرت علی رضی اللہ عنہ اور صدر مدرس حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ تھے، مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ اہل کوفہ حضرت علیؓ سے پہلے بھی علم حدیث رکھتے تھے۔[22]

درسگاہ دینیہ جتنے بھی ہیں، اس میں مطالعے کا اپنا ایک مزاج ہے، مولانا سیالکوٹی امام نوویؒ کی ذکر میں لکھتے ہیں، کہ شارح مسلم امام نوویؒ دن رات مطالعے میں رہتے تھے، کیونکہ مختلف علوم میں مختلف اساتذہ سے ہر روز بارہ بارہ اسباق پڑھا کرتے تھے، پھر لُطف کی بات یہ ہے کہ امام نووی نے اس محنت شاقہ کے باوجود کبھی کوئی پھل نہیں کھایا، حالانکہ دمشق کے لوگ زیادہ تر گزارہ میوہ جات ہی پر کرتے ہیں، دن رات میں صرف ایک بار نماز عشاء کے بعد ہی کھانا کھاتے۔[23]

موجودہ شکل کی باقاعدہ درسگاہوں کا آغاز اسلام کی تاریخ میں پانچویں صدی ہجری میں ہوتا ہے اکثر مورخین یہ رائے دیتے ہیں کہ کہ دنیائے اسلام میں پہلی درسگاہ نظام الملک طوسی (متوفیٰ1092ء) نے بغداد میں درسگاہ نظامیہ کے نام سے قائم کیا تھا، جبکہ اس قول میں اختلاف موجود ہے کچھ خیال کرتے ہیں کہ قدرت کی جانب سے اس اولیت کا شرف افغانستان کے نامور فرمانرواں سلطان محمود غزنوی (متوفیٰ1030ء) کے لئے مقدر تھا۔[26]

اس کے بعد 1019ء میں سلطان محمود غزنوی نے اپنے پایہ تخت غزنی میں ایک جامع مسجد تعمیر کی، جو اپنی نفاست اور خوبصورتی کے لحاظ سے "عروس فلک" کے نام سے مشہور تھی، سلطان نے مسجد کے ساتھ درسگاہ کی عمارت بھی تعمیر کرائی تھی، درسگاہ کے ساتھ کتب خانہ بھی تھا، جو نادر الوجود کتابوں سے معمور تھا، درسگاہ کے اخراجات کے لئے سلطان نے بہت سارے دیہات وقف کر دیے تھے۔[27]

سلطان کی درسگاہیں قائم کرنے کا شوق امراء اور ارکان دولت میں بھی پیدا ہوا، اور بہت قلیل مدت میں غزنی کے اطراف وجوانب میں بے شمار درسگاہیں قائم ہوئیں، غزنی اس زمانے میں اپنی آبادی کی کثرت اور ترقی میں عالم اسلام کے سب سے بڑے مرکز اور خلافت عباسیہ کے پایہ تخت بغداد کا مقابلہ کر رہا تھا، سلطان محمود کا بیٹا سلطان مسعود نے بھی اپنے نامور باپ کی روایت کو برقرار رکھا، چنانچہ انہوں نے اپنی مملکت حدود میں بکثرت درسگاہیں قائم کئے، اپنی عہد حکومت میں اس قدر درسگاہیں اور مساجد تعمیر کیں، کہ زبان اس کو بیان کرنے سے قاصر ہے[28]

آج جو مسلمانوں کی علمی دنیا میں افسردگی اور تحصیل علم کے سلسلے میں تکلیف چھائی ہوئی ہے، اس کو دیکھتے ہی مشکل سے باور ہو سکتا ہے کہ کبھی ہم میں بھی ایسے لوگ تھے جو حصول علم کے لئے براعظم اور سمندروں کو طے کرتے تھے، ایک ایک کتاب سیکھنے کے لئے درسگاہ دینیہ میں سوکھی روٹی کھانے پر زندگی بسر کرتے تھے، ایک پیراگراف کو سمجھنے کی خاطر صدہا میل پیادہ چلتے، مطالعہ کی شغف میں پوری پوری رات کھڑے ہو کر گزارتے تھے، پختگی علم کی خاطر مختلف مشائخ اور اساتذہ کی خدمت میں زانوئے ادب طے کرنا بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ اگر ان کے دلوں میں طلب علم کے لئے یہ جوش اور ان کے دماغوں میں یہ ولولہ نہ ہوتا تو ہم کو ابن بیطار، تفتازانی، اور جرجانی رحمہم اللہ نصیب نہ ہوتے تھے[29]

خلاصہ کلام

مسلم درسگاہوں کی درس و تدریس کا سلسلہ نبی کریم ﷺ کے دور سے چلا آرہا ہے آپ ﷺ کی آمد سے پہلے دنیا میں جہالت کی تاریکیوں نے اپنا ڈیرا جمائے رکھا تھا، تو انسانیت کو جہل کی ظلمتوں سے چھٹکارا حاصل ہونے لگا، عقلی اور تجرباتی علوم میں بھی اس امت

کے مسلم درسگاہوں تحقیقات و تجربات کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں، ان علوم میں فلسفہ و منطق، علم کلام، وریاضی سائنس اور دیگر علوم کو ان کے ساتھ عقائد و نظریات اور دیگر علمی مضامین شامل رہے ہیں، مسلمان اہل علم و تحقیق نے فلسفہ و نظریاتی علوم میں اسی کے ساتھ سائنس اور تجرباتی علوم میں جو کتابیں اور تحقیقاتی مباحث پیش کئے ان سے آج تک کسب فیض کیا جارہا ہے، انہوں نے اس سلسلہ میں کتابوں کا ایسا سرمایہ تیار کیا جو نہایت بیش بہا سرمایہ قرار پایا۔ جن میں سے علوم دینیہ میں اتنی وسعت اور اتنا عمق پیدا کیا کہ دیکھ کر انسانی عقل ششدر رہ جاتی ہے اسماء الرجال اور حدیث کے راویوں کے طبقات اور ان کا تحقیقی کام اور قرآن وحدیث سے باقاعدہ اعلیٰ درجہ کا ضابطۂ حیات کی تدوین وترتیب بے مثال علمی سرمایہ ہے اور دین کے مکمل کئے جانے کے بعد اس کے مکمل ثابت ہونے اور مکمل طور پر جاری رہنے کی دلیل ہے، اس طریقہ سے مذہب اور قوانین مذہب کے علوم کا ایک نیا خزانہ تیار ہو گیا کہ جس کے چوٹی کے ماہرین کی بڑی تعداد ملتی ہے، پھر یہ کہ اسطرح کی خدمت علمی کا سلسلہ مسلسل قائم ہے۔

مراجع ومصادر

1۔ البعلبکی، روحی، المورد الوسیط، (جدید عربی اردو ڈکشنری)، ص496، دار الاشاعت، کراچی 2005ء

2۔ سرہندی، وارث، قاموس مترادفات، اردو سائنس بورڈ، لاہور، 1986ء

3۔ لوکاس، ہنری، تاریخ تمدن، مترجم، حسین جان، ص147، ج11، انتشارات کیہان، 1996ء

4۔ ندوی، مجیب الرحمٰن، معلم انسانیت کا نظام تعلیم وتربیت، عمانی اکیڈمی، ص120، انڈیا

5۔ ایضا"، ص122

6۔ الواقدی، محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، مترجم، عبد اللہ عمادی، ص580، ج1، مشتاق بک کارنر، لاہور، س۔ن

7۔ مبارک پوری، قاضی اطہر، ہجرت سے پہلے مدینہ کی درسگاہیں، ص574، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1996ء

8- الکتانی، شیخ، عبد الحی، نظام حکومت نبویہ، ص219، فرید بک ڈپو، لاہور، 2008

9- بسیم، محمد عدنان، حرمین شریفین کی زیارت، ص355، حبان گرافکس بنگلور، س۔ن

10۔ قاسمی، مولانا، سالم، عکس احمد، ص337، حجۃ الاسلام اکیڈمی دیوبند، 2014ء

11- ارشد، عبد الرشید، بیس بڑے مسلمان، ص175، مکتبہ رشیدیہ، شاہراہ پاکستان، لاہور، 1996ء

12۔ مدنی، عبد الجلیل، درس اور درسگاہیں، ج02، ص324، کتب خانہ رشیدیہ، بنگلور، 1991ء

13۔ کاندھلوی، محمد یوسف، حیاۃ الصحابہ، ص194، مکتبہ امام محمد بن حسن الشیبانی، مردان، س۔ن

14۔ طبقات ابن سعد، ج07، ص175

15-الدینوری، ابن قتیبہ، عیون الاخبار، ج2، ص132، دار الکتب العربیہ، بیروت، 2002

16- المالکی، ابن عبد البر، جامع بیان العلم، ج1، ص82، مکتبہ دار الخیر، بغداد، س۔ن

17۔ گنگوہی، محمد حنیف، حالات مصنفین درس نظامی، ص27، دار الاشاعت، کراچی، 2000ء

18۔ نظامی، ظفر احمد، شاہ ولی اللہ کی حیات وافکار، ص39، انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی، 2000ء

19۔ ایضا، ص45

20- الاصفہانی، ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، ج1، ص239، دار الکتب العلمیہ، 1988ء

21۔ تاریخ تمدن، ص147

22۔ ایضا، ص472

23 - رشادی، حبیب الرحمٰن، مسلم طلبہ، ص11، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، تھرڈ ایڈیشن، 2020ء

24۔ تاریخ تمدن، ص221

25- ایضا، ص255، 254

26۔ فرشتہ، محمد قاسم، تاریخ فرشتہ، ج1، ص30، نول کشور، لکھنؤ، س۔ن

27۔ رضوی، سید محبوب، تاریخ دار العلوم دیوبند، ص67، ادراہ اسلامیات، لاہور، 2005ء

28۔ تاریخ فرشتہ، ص44

29۔ حالات مصنفین درس نظامی، ص21

BIBLIOGRAPHY:

1۔ al-bʿlbaki , rūḥi , al-mūrd al-ūsiṭ , (ğdyd ʿrby ardū dictionry) , p 496 , dārlāšāʿt , kāarachi.2005

2۔ srhndi , wārṯ ,qāmūs mtrādfāt,ārdū sāʾins board , lāhūr , 1986ʾ

3۔ lūkās , hnry ,tārikẖ tmdn , mtrğm ,ḥsin ğān , p147, ğ 11, antšārātān , 1996

4۔ ndūi, mğib al-rḥmˈ n , mʿlm ansāniat kā nẓām tʿlim ū trbiat, ʿmāni academy, p. 120 , indiā

5- Ibad: P.122

6-al-wāqdi , mḥmd bn sʿd , ṭbqāt abn s ʿd , mtrğm , ʿbd al-lh ʿmādi , p580,ğ1, mštāq book cārnr , lāhūr , s-n

7- mbārkpūri , qāḍi aṭhr , hğrt se pehly mdinki drsgāhin , p 574 , dārālktb al-ʿlmیہ , birūt , 1996ʾ

8- al-ktāni , šiẖ , ʿbd al-ḥi , nẓām ḥkūmt nbūih , p 219 , frid dipū , lāhoūre , 2008

9- bsim , mḥmd ʿdnān, ḥrmin šrifin ki ziārt , p.355 , ḥbān grāfks bnglūr, s-n

10-qāsmi, mūlānā, sālm , ʿks aḥmd, p. 337 , ḥğt al-āslām acdemy diūbnd, 2014

11- aršd , ʿbd al-ršid , bis bary mslmān , p.175 , mktbh ršidih , šārāh pākistān ,lāhoūre , 1996

12- mdni , ʿbd al-ğlil , drs aūr drsgāhin , ğ 02 , p 324 , ktb ẖānh ršidih , bnglūr , 1991ʾ

13-kaāndhlūi , mḥmd iūsf , ḥiāh al-ṣḥābh , p. 194 , mktbh amām mḥmd bn ḥsn al-šibāni , mrdān, s-n

14- ṭbqāt abn s ʿd , ğ07, p.175

15- al-dinūri , abn qtibh , ʿiūn al-āẖbār , ğ 2 , p. 132 , dārālktb al-ʿrbiy , birūt , 2002

16- al-mālki , abn ʿbd al-br , ğām ʿ biān al-ʿlm , ğ1,p.82, mktbh dār al-ẖir , bġdād , s-n

17- gngūhi , mḥmd ḥnif , ḥālāt mṣnfin drs nṭāmi , p 27 , dār al-āšāʿt ,karachiā2000,ʾ

18- nẓāmi, ẓfr aḥmd, šāh ūli al-lkih ḥiāt wāfkār, p 39 , institute of objective studies, dlhi 2000ʾ

19 - ibād , p 45

20- al-āṣfhāni , abū nʿim , ḥlth al-āūliāʾ , ğ1, p.239 , dārālktb al-ʿlm1988,ʾ

21- Tārikẖ tmdn , p.147

22- Ibād, p.472

23 - ršādi , ḥbib al-rḥmˈ n , mslm ṭlbh , p.11, ktb ẖānh nʿimih ,diūbnd, third adition ,2020ʾ

24 - Tārikẖ tmdn , p.221

25- Ibād , p 254,255

26- fršth , mḥmd qāsm ,tāriẖ fršth , ğ1,p.30, nūlkšūr, lkhnu᾽, s-n

27- rḍūi , sid mḥbūb , tāriẖ dār al-ʿlūm diūbnd , p.67 , adrāh aslāmiāt , lāhūr, 2005

28- tāriẖ fršth , p.44

29 - ḥālāt mṣnfin drs nṭāmi , p 21